عقیدت کے پھول
بیاد حضرت قبلہ الحاج علامہ
سید رضا الانبیاء عرف سید پیر رومی شاہ صاحب
قادری قائلی رحمتہ اللہ علیہ
قطعہ
دل میں کیا کیا مرے ارمان رہے
تم ملو گے تو کوئی بات ہوگی
ایسے بچھڑے ہو ہم سے رومی پیا
اب تو جنت میں ملاقات ہوگی
مصنف
محمد شریف راگی قادری

عقیدت کے پھول

بیاد حضرت قبلہ الحاج علامہ سیّد

رضا الانبیا عرف سید پیر رومی شاہ

صاحب قادری قاتلی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: محمد شریف رائی قادری

ایڈریس: الحاج شیخ سلطان احمد شاہ رومی صاحب
مکان نمبر ۳۸۷ ڈرگ روڈ۔ کینٹ بازار نیو اقبال آباد کراچی نمبر ۸

نام کتاب ——— عقیدت کے پھول

مرتب ——— محمد شریف راگی

تعداد ——— ایک ہزار

اشاعت ——— ۱۹۹۴ء

ہدیہ ——— ۵/ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

آپ کا اسم گرامی السید رضا الانبیا تخلص رومی آپ قطب اولیا حضرت قبلہ پیر میر احمد صدیق شاہ خان آرام فرمائے عید گاہ میدان کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ بیرون ملک میں بھی ہے۔ آپ کی ذات بابرکات کے متعلق لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''

آپ کی شخصیت کا تجزیہ اگر ہم ایک ولی کامل کی حیثیت سے کریں تو آپ اپنی کم عمری کے زمانے سے ولایت کے اس مقام پر تھے کہ اس وقت کے بڑے بڑے مشائخ حضرات آپ کی قدر و منزلت کو پہچان کر عزت احترام کے مقام پر بٹھاتے تھے کیونکہ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں ۱۹۵۲ء میں بیعت ہوا۔ اور اس وقت میرے مرشد کی عمر کوئی ۲۴ سال تھی۔ لیکن اس کم عمری کے باوجود آپ کی مثال نہ ملتی تھی۔ آپ کو اگر ہم ایک عالم کی حیثیت سے دیکھیں تو آپ اس وقت کے جید اور مستند علما اکرام حضرت علامہ ناصر جلالی رحمتہ علیہ، حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی صدر جمعیت علمائے پاکستان، حضرت علامہ ظہور الحسن درس جیسے مستند علمائے اکرام جو آپ کے والد محترم کے دوستوں میں تھے آپ کے مرتبہ ولایت پر فائز ہونے کے باعث آپ سے محبت کرتے اور عزت و احترام سے نوازتے۔

مثلاً ایسے کہ کئی مرتبہ جلسہ عید میلاد النبی کی صدارت کے لیے میں نے حضرت صاحب

سے درخواست کی اور ان جلسوں سے خطاب فرمانے والے علمائے اکرام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی جیسے ملک کے ممتاز مقرر تھے۔ آپ نے ان اجلاس میں خطبۂ صدارت ایسے جامعہ الفاظ میں دیا کہ یہ حضرات علما اکرام آپ کی قدر فرماتے۔ آپ رات رات بھر اپنے مریدین کی مجالس میں نشست فرماتے اور ایسا بیان فرماتے کہ ان پڑھ اور بے پڑھے مرید بھی آپ کے فیوض برکات اور علم و ادب کا خزانہ لیکر اٹھتا۔ اور الحمدللہ یہی وجہ ہے کہ آپ کی وعظ و نشست کا اثر آپ کے مریدین میں ہے اور ہمارے پیر بھائیوں میں ایسے ایسے ذی علم حضرات موجود ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔

اگر ہم آپ کی ذات مبارکہ کو ایک شاعر کی حیثیت سے دیکھیں تو اس دور کے مایۂ ناز شعرائے آپ کے حلقہ احباب میں شامل تھے جن میں عاشق رسول حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم حضرت نازش حیدری مرحوم سابق ایڈیٹر روزنامہ جنگ کراچی حضرت علامہ ضیاالقادری مرحوم، حضرت عبدالحمید عارف، حضرت نشتر مقتدری، جیسے جلیل القدر شاعر آپ کی اکثر مجالس میں تشریف لاتے اور ہماری بھی خوش قسمتی ہے کہ ہم لوگ اپنے مرشد کی اعلیٰ منزلت کی بنا پر ایسے ایسے حضرات سے مستفیض ہوئے۔

میرے پیر و مرشد ہمیشہ سے خوش پوش رہتے کبھی سلسلہ عالیہ کے لباس کے علاوہ دوسرا لباس زیب تن نہیں فرمایا اور اگر کبھی کوئی دوسرا لباس پہنتے تو اس لباس میں بھی اتنے خوبصورت لگتے کہ مریدین کی یہ خواہش ہوتی کہ حضور اگر یہ لباس پہنیں تو کتنا اچھا لگے۔ جب کہ سلسلہ عالیہ کا لباس ہیں

آپ کسی سلطنت کے بادشاہ نظر آتے تھے ۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ بھی میرے پیر کی ایک کرامت تھی کہ ہر لباس میں خوبصورت لگتے تھے۔

خودداری کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی مرید سے کسی چیز کی فرمائش نہیں فرمائی جب کہ آپ کے مریدین یہ تمنا کرتے تھے کہ میرا مرشد کوئی خدمت کا موقع فراہم کرے اور شاید یہی خودداری تھی کہ آپ نے آخری وقت بھی کسی غلام کو اپنی خدمت کرنے کا موقع نہیں دیا کہ چند ساعتوں کے لیے تو وہ خدمت کرے بلکہ انہوں نے تو اپنے مالک حقیقی کو خوش کرنے کے لیے مورخہ ۳۱ جنوری بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں پہلا سجدہ ایسا کیا،

در پہ میرا جھکے اور پھر نہ اٹھے اس شان کا سجدہ ہو جائے،

اٹھے گا نہ سرتا با قیامت تیرے در سے ، اور یہ سر بھی شاید نہیں سودائی کا سر ہے"

آپ کا وصال ایسا واقعہ ہے کہ بڑے بڑے پیران امت ایسے وصال کی آرزو خواہش لیے ہوئے پردہ فرما گئے۔

پیر ارشد دھان پان سے بدن اور سر قد کا حامل تھا لیکن مریدین اب بھی حیران ہیں اس بات پر کہ آپ بڑے سے بڑے قد آور اور مجسم بدن کے مالک مریدین میں کھڑے ہو کر نمایاں نظر آتے تھے ۔ آپ کی جسمانی اور روحانی طاقت کا یہ عالم تھا کہ بیعت کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ مرید ہونے والے کے ہاتھ میں پکڑا کر فرماتے زور سے پکڑو۔ کئی ایسے لوگ بیعت ہوئے جو اپنی طاقت کی مثال نہیں رکھتے۔ ان لوگوں نے بیعت ہونے کے بعد ہمیں بتایا کہ ہم نے اپنے پیر کی طاقت دیکھ لی اور وہ

اس طرح کہ ہم نے حضرت کا ہاتھ اتنی سختی اور طاقت سے پکڑا تھا کہ شاید حضرت یہ فرمائیں گے کہ اپنی گرفت ہلکی کرو مگر آپ پرسکون اور اطمینان سے خطبۂ بیعت فرماتے جس میں تقریباً دس منٹ ضرور لیتے مگر کسی قسم کی پریشانی محسوس نہیں فرمائی۔

میرے پیر بھائیوں میں جناب شیخ سلطان احمد شاہ صاحب، جو ماشاءاللہ حضرت کی جانب سے بیعت وخلافت کی اجازت سے مستفیض ہیں۔ فالج کا حملہ ہو جانے کی بناپر بستر پر لیٹے ہوئے تھے کہ عبدالغنی شاہ کو حضرت نے فرمایا بھئی عبدالغنی تمہاری محفل میں سلطان شاہ صاحب نہیں ہیں انہوں نے حالات بتائے تو فرمایا جاؤ بھئی انہیں لے کر آؤ۔ عبدالغنی شاہ تو جانتے تھے کہ سلطان شاہ صاحب آنا تو کجا اٹھ نہیں سکتے اور حضرت فرمارہے ہیں کہ انہیں لے کر آؤ۔

بہرحال ساری عمر شیخ کے حکم پر قربان کرنے والا شخص یہ حکم کیسے ٹال سکتا تھا۔ اپنے گھر پر محفل ہوتی چھوڑ کر سلطان شاہ صاحب سے کہا کہ میاں اب اٹھ جاؤ اور چلو۔ سلطان شاہ صاحب نے جو اپنے مرشد کا حکم سنا تو کچھ تو یادآوری کی خوشی اور کچھ حکم شیخ بجالانے کی کوشش کرنے لگے ہاتھ پاؤں مارتے کہ ادھر ان کے بچے ریحان نے سہارا دیا اور ادھر عبدالغنی شاہ صاحب نے اپنا ہاتھ پکڑایا سلطان شاہ صاحب حاضر خدمت ہوئے حضرت نے محبت سے بٹھایا اور توجہ فرمائی تو ہم لوگ حیران کہ وہ سلطان شاہ صاحب جن کے متعلق تھوڑی دیر پہلے ہم لوگ یہ سن کر

پریشان ہو رہے تھے کہ ان پر فالج کا سخت حملہ ہوا ہے وہ سر محفل اپنے شیخ کے سامنے کیفیت و وجد میں تھے۔ اور پکڑنے والے پریشان تھے جن میں میں خود شامل تھا کہ ان میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی۔

اسی طرح میرے چچا زاد بھائی صوفی مہر دین جو حضرت کے بہت پرانے مرید ہیں دو سال بیشتر فالج میں اس قدر مبتلا ہوئے کہ ڈاکٹروں نے چند روز کا مہمان قرار دے دیا لیکن حضور کے پانی دم کر کے دینے پر اس قدر افاقہ ہوا اور فوری ہوا کہ الحمد اللہ وہ آج بھی حیات ہیں۔ اور چلتے پھرتے ہیں۔

بہر حال یہ چند سطور میرے شیخ کی شان پاک کو کیا واضح کر سکیں گی میں تو یہ کہوں گا کہ میرے پیر حضرت قبلہ پیر رومی شاہ صاحب اس صدی کے باکرامت صاحب ولائت بے تاج بادشاہ تھے۔

غلام فاروق رومی

ڈرگ روڈ کینٹ بازار کراچی

ایڈریس

الحاج شیخ سلطان احمد شاہ صاحب

مکان نمبر 387 ڈرگ روڈ کینٹ بازار نو اقبال آباد

کراچی نمبر ۸ ۔ پاکستان

حمد باری تعالیٰ

ہر شے میں جلوا گر ہے اللہ بہت بڑا ہے
ہر دل میں اس کا گھر ہے اللہ بہت بڑا ہے

دیکھو جو غور سے تم شہ رگ کے وہ قریں ہے
ظاہر میں عرش پر ہے اللہ بہت بڑا ہے

نیکی بدی کا اپنی ہے علم اسکو سارا
ہر بات کی خبر ہے اللہ بہت بڑا ہے،

ھر گام پہ یقیناً وہ کامیاب ہو گا
جس کا یقیں اگر ہے اللہ بہت بڑا ہے

اس پہ بھروسہ کر کے گر تو قدم جما دے
دریا بھی رہ گذر ہے اللہ بہت بڑا ہے

دکھ درد رنج و غم بھی ھم کو عطا کر کے
اور خود ہی چارہ گر ہے اللہ بہت بڑا ہے

کیا کر سکوں اے راگی تعریف اپنے رب کی
بس قصہ مختصر ہے اللہ بہت بڑا ہے

نعت شریف

کہیں گلاب کہیں آج موتیا رکھنا
یہ بزم خاص ہے خوشبوؤں میں بسا رکھنا

جو چاہتے ہو کہ دل چراغ روشن ہوں
ہمیشہ شمع رسالت سے لو لگا رکھنا

رکھیں دروں کے گجرے وفا کی تھالی میں
اور اپنی پلکوں پہ اشک گہر سجا رکھنا

صدائیں آتی ہیں میلاد مصطفیٰ ہے آج
دلوں کو شہر حنا دوستو بنا رکھنا

سیاہ کار نا امیدی کفر ہے دیکھو
خدا سے ہر گھڑی رحمت کا آسرا رکھنا

مدینہ پاک ادب کا مقام ہے واللہ
قدم سنبھال کے اے راہرو ذرا رکھنا

بڑے گناہوں میں راگی کی عمر گزری ہے
اب اس کی لاج قیامت میں مصطفیٰ رکھنا

منقبت شریف

در شان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کفر و باطل سرنگوں ہیں لافتیٰ کے سامنے
تاب کس کی ہے جلال مرتضٰی کے سامنے

کیا وہ منظر تھا صحابہ باصفا کے سامنے
سرخرو آئے علیؓ جب مصطفیٰ کے سامنے

یہ گماں ہوتا تھا یکجا ہو گئے شمس و قمر
آکے بیٹھے مرتضٰیؓ جب مصطفیٰؐ کے سامنے

عرض مقصد منہ سے کرنا کیا ضروری ہے مرا
حاجتیں روشن ہیں سب حاجت روا کے سامنے

ان سے اقلیم سلیماں بھی اگر مانگے تو کیا
کیا بڑی کچھ چیز ہے انکی عطا کے سامنے

صدقہ حیدر میں حل ہونگی اے راگی مشکلیں
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

منقبت

سید الشہدا امام حسین علیہ السلام

یا حسینؑ ابن علیؑ تم سید ذیشان ہو
خیر و برکت ہو مجسم رحمت یزدان ہو

تم شرافت کا ہو پیکر سید ختم المرسلین
ناز ہے انسانیت کو جس پہ وہ انسان ہو

آپ کے خوں سے ملی اسلام کو تازہ حیات
پاسبانِ دین احمد ناطقہ قرآن ہو

ایک عالم کو بتایا آپ نے رازِ حیات
حق کی خاطر سر کٹوں قربان حق پہ جان ہو

آپ کے دامن کا سایہ سر پہ راگی کے رہے
یا حسینؑ ابن علیؑ جب حشر کا میدان ہو

منقبت شریف

حضرت امامِ جعفرِ صادقؑ

فدائے آلِ احمد ہوں غلامِ جعفرِ صادقؑ
مری بگڑی بنا دو یا امام جعفرِ صادقؑ

ملا فوراً ملا نامِ خدا جس نے بھی جو مانگا
کہ جاری ہے ازل سے فیضِ عامِ جعفرِ صادقؑ

اگر طوفان میں بیڑا ہو تو اس کا پار ہوتا ہے
لیا جب بھی کسی نے دل میں نامِ جعفرِ صادقؑ

قیامت تک اُسے پھر مے کی خواہش ہی نہیں رہتی
وہ جس کو مل گیا ہو ایک جامِ جعفرِ صادقؑ

جبیں گھستے ہیں اس در پہ سلاطینِ جہاں راگی
بلند ہے کس قدر واللہ مقامِ جعفرِ صادقؑ

منقبت
درشان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث پاک

زمانے میں تیرا فسانہ بڑا ہے
کہ یہ در ازل سے شاہانہ بڑا ہے

خدا بھی ہے ان کا خدائی ہے ان کی
خدا کی قسم یہ گھرانہ بڑا ہے

اگر کوئی خالی گیا میرا ذمہ
بڑے پیر ہیں آستانہ بڑا ہے

چلو قادری میکدے سے پئیں گے
گھٹائیں ہیں موسم سہانا بڑا ہے

نگاہ کرم ہو ادھر غوث اعظم
مخالف ہمارا زمانہ بڑا ہے

مدد المدد دستگیر دو عالم
تمہیں آتا بیڑے ترانا بڑا ہے

صبا حال دل شاہِ جیلاں سے کہنا
سنا ہے ترا آنا جانا بڑا ہے

کبھی غیر سے ہم نہ مانگیں گے رازی
یہی ایک اپنا ٹھکانہ بڑا ہے

میں تو بیچ منجدھار میں آن پھنسی یا عبد القادر جیلانی
میری بنیاں پکڑ لیں تو ڈوب چلی یا عبد القادر جیلانی

ترا چرچا دونوں جہانن میں تری صفت ہر ایک زبانن میں
ولیوں کے ولی و لیبن میں غنی یا عبد القادر جیلانی

مے خانۂ جیلاں کے ساقی للّٰہ عنایت ہو پیالی
کب تک یہ رہے گی تشنہ لبی یا عبد القادر جیلانی

مُردوں کو جلایا ٹھوکر سے ابدال بنایا چوروں کو
ہر ایک ادا ہے جادو بھری یا عبد القادر جیلانی

ہر سُو ل غموں نے گھیرا ہے اب ہے تو سہارا تیرا ہے
اے آلِ نبی اولادِ علی یا عبد القادر جیلانی

رو دھنے پہ نسرے قسمت جاگی دربار میں آ پہنچا راگی
اب در پہ بھکارن آن پڑی یا عبد القادر جیلانی

منقبت در شان حضرت معین الدین چشتی
سلطان الہند خواجہ غریب نوازؒ

مجھ کو بھی عطا اک پیمانہ سلطان الہند غریب نوازؒ
آباد رہے تیرا میخانہ سلطان الہند غریب نوازؒ

جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے
دربار ہے تیرا شاہانہ سلطان الہند غریب نواز

ہو باغِ نبی کی آپ کلی بے شبہ فدائے مولا علیؓ
تو غوثِ جلی کا دیوانہ سلطان الہند غریب نواز

اجمیر شہر کے اے والی میرے بھی ہو گھر میں خوشحالی
سن لیجئے غم کا افسانہ سلطان الہند غریب نواز

ہو ایک نگاہِ کریمانہ دو صدقہ آلِ پیمبر کا
دنیا ہوں صدائے فقرانہ سلطان الہند غریب نواز

ہر سمت غموں نے گھیرا ہے ایسے میں سہارا تیرا ہے
ہر اپنا ہوا ہے بیگانہ سلطان الہند غریب نواز

تنہائی میں راگی رو لینا اشکوں کی فصلیں بو لینا
معمول ہے اپنا روزانہ سلطان الہند غریب نواز

منقبت در شان
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

ماہرو ماہِ لقا ہیں خواجہ قطب الدین آپ
دلبروں کے دلربا ہیں خواجہ قطب الدین آپ

ہاں فدائے مصطفےٰ ہیں خواجہ قطب الدین آپ
نورِ چشم مرتضےٰ ہیں خواجہ قطب الدین آپ

خواجۂ اجمیر کی تم پہ عنایت خاص ہے
خادمِ غوث الوریٰ ہیں خواجہ قطب الدین آپ

بے بہا لطف و کرم تم پہ ہے مرشد پاک کا
ایسا کچھ ذی مرتبہ ہیں خواجہ قطب الدین آپ

وقتِ مشکل میں مرے کام آیا اکثر کون ہے
وہ معین الدین یا ہیں خواجہ قطب الدین آپ

آج تو ہر اک بھی بھر بھر کے پیئے گا دیکھنا
کیوں کہ پیر میکدہ ہیں خواجہ قطب الدین آپ

منقبت در شان

حضرت بابا فریدؒ

از پئے شاہِ مدینہ حضرتِ بابا فریدؒ
ہو منور میرا سینہ حضرتِ بابا فریدؒ
زندگانی وقف ہو میری تمہارے واسطے
میرا مرنا میرا جینا حضرتِ بابا فریدؒ
المدد گنج شکر امداد کو پہنچو مری
ڈوب جائے نہ سفینہ حضرتِ بابا فریدؒ
ہاتھ پھیلاؤں کسی در پہ میں جا کے کس لیے
تو نے بخشا وہ خزانہ حضرتِ بابا فریدؒ
منزلِ مقصود پا لیں گے یقیں ہے ایک دن
وہ دکھایا تو نے زینہ حضرتِ بابا فریدؒ
تم پلاؤ ہاتھ سے اپنے تو پھر ہے اور بات
ورنہ ہے بیکار پینا حضرتِ بابا فریدؒ
ڈال دے کشکول میں راگی کو ہے آتا نہیں
مانگنے کا کچھ قرینہ حضرتِ بابا فریدؒ

منقبت در شان

خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی

دیکھیں نہ نگاہ بھر کے ہم حور نظام الدین
نسبت پہ تری ہم ہیں مسرور نظام الدین

واللہ نہ دیکھے گا وہ اور کسی جانب!
ہے عشق جسے تم سے بھرپور نظام الدین

جب دیکھا فقیروں کی اک بھیڑ لگی دیکھی
لوٹا نہ کوئی سائل رنجور نظام الدین

آئے جو تیرے در پہ کیوں خالی ہاتھ جائے
شاید یہ نہیں تیرا منشور نظام الدین

طالب کو طلب سے ہیں پہلے وہ عطا کرتے
دیکھا تیرا نرالہ کچھ دستور نظام الدین،

دل حاضری کو تیری دن رات تڑپتا ہے
حالات سے ہوں لیکن مجبور نظام الدین

منقبت

درشان حضرت علی احمد علاؤ الدین صابر

ہو کرم ایک بار علاؤ الدین
میرا بیڑا ہو پار علاؤ الدین

آپ ہیں تاجدار علاؤ الدین
میں غریب الدیار علاؤ الدین

یوں تو دیکھے حسین لاکھوں ہیں ،
مجھ کو تم سے ہے پیار علاؤ الدین

دلِ عشاق کے گلستاں میں
آپ سے ہے بہار علاؤ الدین

اک زمانے سے چشم رحمت کا
میں ہوں امیدوار علاؤ الدین

وہ پلا دے تو آج راگی کو
نہیں اترے خمار علاؤ الدین

منقبت
در شان حضرت داتا گنج بخشؒ

آ گیا محبوبِ محبوبِ خدا لاہور میں
آ گیا اک عاشقِ ربّ العلیٰ لاہور میں

گنج بخش فیض عالم جن کی ذاتِ پاک ہے
اہلِ حاجت کا وہی حاجت روا لاہور میں

جن کی نعلین مبارک پر متاعِ دل نثار
وہ حسیں وہ مہ جبیں وہ دلربا لاہور میں

وہ علی ابنِ علی ثانی علی نامی علی
مرحبا نامِ خدا داتا مرا لاہور میں

مانگنے والا کوئی خالی نہ اس در سے گیا
اے شکستہ دل ہے تیرا آسرا لاہور میں

کیوں نہ ہو اس پہ تصدق کائناتِ عاشقاں
عاشقوں کا رہنما و پیشوا لاہور میں

خواجۂ اجمیر نے راگی کہا جن کے لیے
راہنمائے کاملاں وہ باخدا لاہور میں

منقبت

در شان حضرت سخی لعل شہباز قلندر سیون شریف

بندۂ حق خادمِ خیر البشر سیون میں ہے
حیدرِ کرار کا نورِ نظر سیون میں ہے

وہ حسینی لعل ہے سب جانتے ہیں اہل دل
غوث اعظم کا مرے لخت جگر سیون میں ہے

ہے یقیں اب منزلِ مقصود بھی مل جائے گی
کیسے بھٹکیں گے ہمارا راہبر سیون میں ہے

دھوپ و بارش سے بچو گے آؤ بیٹھو دوستو
سب پہ جو سایہ کرے ایسا شجر سیون میں ہے

غیر کی جانب کبھی دیکھا نہ دیکھوں گا کبھی
عاشقوں کا جس سے رشکِ قمر سیون میں ہے

ہر گھڑی خلق خدا کا ہیں نے دیکھا ازدھام
ایک میلے کا سماں شام و سحر سیون میں ہے

ایک مرد حق قلندر راگی سے کہنے لگا
اللہ اللہ کیف و مستی کا اثر سیون میں ہے

در شان حضرت عبداللہ شاہ غازی کراچی

در سے نہ رے سوالی عبداللہ شاہ غازی
لوٹا نہیں ہے خالی عبداللہ شاہ غازی

مولا علی کے صدقے ساقی ہمیں پلا دے
پیاسے ہیں اک پیالی عبداللہ شاہ غازی

جب تک نہ کام ہوگا در پہ پڑا رہوں گا
گدڑی یہاں بچھا لی عبداللہ شاہ غازی

دیکھا ہے سب نے پل میں تقدیر اس کی بدلی
جس پہ نگاہ ڈالی عبداللہ شاہ غازی

ہر شخص کہہ رہا ہے یہ سب پہ مہرباں ہیں
طبیعت نہیں جلالی عبداللہ شاہ غازی

راگی بس کی ہے تمنا تم خواب میں دکھا دو
صورت وہ بھولی بھالی عبداللہ شاہ غازی

منقبت

حضرت پیر قاتل شاہ صاحب

آستانے سے ترے کون اٹھائے قاتل
میں نہ جاؤں گا اگر جان بھی جائے قاتل

گرمیٔ عشق سے جل جائے گی ساری محفل
روئے انور سے کبھی پردہ اٹھائے قاتل

حور غلمان لئے نذریں چلے آتے ہیں
دھوم جنت میں مچی ہے کہ وہ آئے قاتل

اک جہاں آپ کے فیضان سے سیراب ہوا
فیض کے آپ نے دریا ہیں بہائے قاتل

میں بھی اس در کے غلاموں کا ہوں اک ادنیٰ غلام
بختِ خفتہ میرا پھر کیوں نہ جگائے قاتل

بھیک کے طور وہ دنیا کی ہے دولت بخشے
رشکِ دارا و سکندر ہے گدائے قاتل

جتنا نازاں ہوں مقدر پہ لے راگی کم ہے
کرمِ مرشد روکی ہے دعائے قاتل

نسبتی کلام

کہاں کعبہ کو ٹھوکریں کھائیں گے ہم
اگر نہ ملے تم تو مر جائیں گے ہم

تمہیں کر کے حاصل اے جانِ تمنا
خدا کی قسم کتنا اترائیں گے ہم

غلامی تیرے در کی مل جائے ہمکو
تو تاج شہنشاہی ٹھکرائیں گے ہم

یقیں ہے کہ تم سے دو عالم کے آقا
مراد دلی ایک دن پائیں گے ہم

یہی ڈر ہے دنیا مجھے کیا کہے گی
کہیں اور دامن جو پھیلائیں گے ہم

بھلے ہیں برے ہیں انہی کے ہیں راگی
جہاں جائیں گے ان کے کہلائیں گے ہم

پیر رومی کی نذر

یوں تو سارے ولی محترم ہیں مگر شاہِ رومی پیا تیری کیا بات ہے
مجھ سے دیوانے کو دلربا دید کا جام تونے دیا تیری کیا بات ہے
راہرو ہوں میں وہ جس کی منزل ہے تو
سیدی مرشدی ابنِ قاتل ہے تو
ہمکو معلوم ہے پیرِ کامل ہے تو
اے میرے رہنما تیری کیا بات ہے

تا قیامت تیرا آستانہ رہے
بس سلامت مرا پیر خانہ رہے
روز یہ شغلِ پینا پلانا رہے
اے مرے ساقیا تیری کیا بات ہے

ذاتِ فاضل دردی ہے فیض رسا
ایک سندھ ایک پنجاب میں آ بسا
گر سیفہ بھنور ہیں ہمارا
یا بحرا اس کو کیا تیری کیا بات ہے

غم سے فرصت ملی تیری چاہت ملی
مجھ کو ہر شے ہے تیری بدولت ملی
تیری نسبت سے مجھ کو ہے عزت ملی
اے رضا انبیاؑ تیری کیا بات ہے

☆

فقیروں کی انجمن

میرا پیر سایہ فگن آج بھی ہے
نگاہوں میں وہ گل بدن آج بھی ہے
تیرے فیض سے پیر ردی سلامت
فقیروں کی یہ انجمن آج بھی ہے

☆

شاہِ رومی

ہوا جس پہ تیرا کرم شاہِ رومی
وہی ہو گیا محترم شاہِ رومی

جیوں گا ترا نام لے لے کے میں تو
ہے جب تک مرے دم میں دم شاہِ رومی

تصور میں میرے خیالوں میں میرے
تمہیں ہو خدا کی قسم شاہِ رومی

نہیں چاہتیں اس کو چارہ گری کی
عطا ہو جسے تیرا غم شاہِ رومی

ہے کافی مری رہبری کو یہ مرشد
تمہارا یہ نقشِ قدم شاہِ رومی

ہو ملکِ عدم آپ جب سے سدھارے
ہیں ہر وقت ہوں چشم نم شاہِ رومی

اے راگی بقایا جو ہے زندگانی
گذاریں گے کس طرح ہم شاہِ رومی

پیر رومی کی رحلت پر

دلوں میں آج بھی زندہ ہمارے پیر رومی ہیں
نظر کے سامنے جلوے تمہارے پیر رومی ہیں

ہمیں ہے فخر یارو ہم نصیبوں کے سکندر ہیں
تیری دہلیز پہ برسوں گزارے پیر رومی ہیں

پھنسی ہے زیست کی کشتی کبھی مجدھار میں مری
تو بگڑے کام تم ہی نے سنوارے پیر رومی ہیں

سبھی پہچانتے ہیں شاہ فاتل کو زمانے میں
جناب شاہ فاتل کے پیارے پیر رومی ہیں

عجب ہے حال میرا مرشدی تیری جدائی میں
نہیں تھمتے میری آنکھوں سے دھارے پیر رومی ہیں

جو کل تک کا موکی میں کھیت کا ٹکڑا جو ویراں تھا
وہاں کے اور ہی اب تو نظارے پیر رومی ہیں

مزہ جب ہے کہے دار رغم جنت میں ملو گی
انہیں جانے دو یہ خدام سارے پیر رومی ہیں

منقبت

درشان حضرت الحاج علامہ سید پیر رومی شاہ قادریؒ

میرا چاند ماہِ جبیں پیر رومی
کہ اترا ہے زیرِ زمیں پیر رومی

وہ ظاہر میں ہم سے جدا ہو گیا ہے
ہے باطن میں دل کے قریں پیر رومی

میرا پیر درِ یک بندہ خدا کا
فدا ہے سرِ عرشِ بریں پیر رومی

کبھی دستِ قاتل کی زینت بنی تھی
اس انگشتری کے نگیں پیر رومی

فدا جان کر دی مگر اٹھ سکی نہ
کہ سجدے سے تیری جبیں پیر رومی

ہمیں اپنے زخمِ جگر کا نہیں غم
ہے داروئے قلبِ حزیں پیر رومی

مصیبت میں ہم نے جہاں بھی پکارا
وہیں پہنچے مدد کو وہیں پیر رومی

تڑپتا ہمیں چھوڑ کے آج تم نے
بسائی ہے خلدِ بریں پیر رومی

ترا چھوڑ کے در چلا جائے راگی
یہ ممکن نہیں ہے نہیں پیر رومی

منقبت حضرت امام بری راولپنڈی

جو آپ کے ہے زیرِ اماں امام بری
کیوں اس کے بھٹکنے کا امکاں امام بری

کب تک غمِ جاناں میں بسمل یوں ہی تڑپے گا
ہر درد کا میرے بھی درماں امام بری

ہے اثر نگاہوں میں تاثیر زبانوں میں
ہے تیرے غلاموں کی پہچان امام بری

کیا کم ہے تیرے در کی حاصل جو گدائی ہے
کیا لے کے کروں باغِ رضواں امام بری

کر لیتا ہے تک بندی یہ راگی بھی شعروں کی
ہے حضرتِ عارف کا فیضان امام بری

پیر کی چادر

کس درجہ ہے جاذبِ نظر پیر کی چادر
سر پہ رکھے ہر فردِ دلبشر پیر کی چادر
احباب اسے لائے ہیں زم زم میں بھگو کر ۔ دیکھو قریں ہو کر
ہے دوستو خوشبوؤں میں تر ۔ پیر کی چادر
مستی میں جھومنے لگے ساقی زہے مے نوش ۔ ہر شخص ہے مدہوش
رکھے ہے عجب کیف و اثر ۔ پیر کی چادر
بغداد کے گلشن سے ہیں کچھ پھول منگائے ۔ چادر میں سجائے
آئی بہ دستِ بادِ سحر پیر کی چادر
اجمیر کی بھٹی میں یہ چادر تو ڈھلی ہے ۔ دہلی سے چلی ہے
کرنے ہیں عطا گنج شکر ۔ پیر کی چادر
ہاں چاروں سلاسل کے سبھی رنگ بھرے ہیں، ہیرے سے جڑے ہیں
چمکی ہے آج مثلِ قمر ۔ پیر کی چادر
دھاگہ جو لگے اس میں محبت کا ہے دھاگہ ۔ سونے پہ سہاگہ
پھر بنتی ہے منظورِ نظر پیر کی چادر
ہو جائے گا روشن یہ ترا قلبِ حزیں آج ۔ بن جائے گا پکھراج

آنکھوں سے لگا آ کے ادھر ۔ پیر کی چادر
ہم قائلی دیوانوں پہ جب بھی پڑی افتاد پہنچے کریم آباد
رو دیتے ہیں ہم تمام کے گھر ، پیر کی چادر
راگی ہے یقیں دیکھنا مہکیں گی یہ راہیں ۔ چمکے کی نگاہیں ،
جس راہ سے جائے گی گذر پیر کی چادر

چادر شریف

دوستو لائے ہیں ہم ایسے بشر کی چادر
شاہ قاتل کے ہے جو نورِ نظر کی چادر
اوڑھ لو اوڑھ لو، ہم لائے بڑے مان سے ہیں
رکھ کے سر آنکھوں پہ سرکار کے در کی چادر
پھول لائے ہیں عقیدت کے پرو کے اس میں
آج مقبول ہو اس خستہ جگر کی چادر
ہم نے دیکھا تیری محفل میں اجالا ہر سو
رُخِ پُر نور سے جس وقت کے سر کی چادر
کاموکی والے جسے رومی پیا کہتے ہیں
راگی سر پہ ہے اسی رشکِ قمر کی چادر

جناب سیدنا پیر میر رضا الابدیأ درد حی (صاحب) جناب شیخ سلطان احمد (خلیفہ) اور فرزند شیخ ریحان احمد